© rasailojaraid.com

دارالافتاء

عزیز زبیدی - واربرٹن

زمین اس کی جو کاشت کرے؟

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:-

متحدہ محاذ کے ذمہ دار لیڈروں نے بالخصوص امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد اور مولانا مفتی محمود نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ:

زمین اس کی جو کاشت کرے۔ کیا یہ صحیح ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب

سب سے پہلے اس کا ذکر "پاکستان قومی اتحاد" کے "منشور" [1] میں ان الفاظ میں کیا گیا کہ:

مزارعت کا ہر طریقہ جو شریعت کے خلاف ہو ختم کر دیا جائے گا اور شرعی احکام کے مطابق "بالآخر" زمین اسی کی ہو گی جو اس کو کاشت کرے گا۔

اس کے بعد مفتی محمود نے اپنے ایک اخباری بیان میں اس کا ذکر کیا جو تمام اخبارات میں شائع ہوا، پھر یکے بعد دیگرے محاذ کے مختلف لیڈر مختلف اوقات میں اسے بیان کرتے رہے تا وقتِ تحریر آج (۲۳ فروری ۱۹۷۷ء) ہی اس سلسلے کا جو ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے وہ میاں طفیل محمد کا بیان ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں: [2]

---

[2] نوائے وقت مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۷ء میں "میاں طفیل محمد کی وضاحت" کے عنوان سے یہ خبر شائع ہوئی ہے۔

لاہور ۲۷ فروری (سٹاف رپورٹر) امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد نے ایک بیان میں یہ وضاحت کی ہے کہ قائم آباد کے جلسہ میں کچھ ان کہی باتیں ان سے منسوب کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ زرعی پالیسی کے بارے میں میں نے یہ کہا تھا کہ زمین ہو، صنعت، تجارت یا کوئی اور شے، تمام امور شریعت الٰہیہ کے مطابق طے کیے جائیں گے اور کسی کو بھی کسی کے حق پر دست درازی کا حق نہ ہو گا۔ جس کی ملکیت جائز ہو گی (باقی بر صفحہ ؟)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اگر ہم برسرِ اقتدار آ گئے، تو مزارع اور مالک کا صدیوں پرانا نظام ختم کر دیا جائے گا اور جو شخص اپنی زمین کاشت کرے گا وہی مالک ہو گا۔ جو زمین خود کاشت نہیں کرے گا وہ اپنے کسی عزیز یا رشتہ دار کے نام کر سکے گا یا فروخت کر سکے گا۔ اسے یہ زمین اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ (نوائے وقت ۲۳ر فروری)

یہ ملحوظ رہے کہ متحدہ محاذ مندرجہ ذیل جماعتوں پر مشتمل ہے۔

آل جموں و کشمیر کانفرنس، پاکستان جمہوری پارٹی، پاکستان مسلم لیگ، تحریک استقلال، جماعت اسلامی، جمعیۃ علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، پاکستان خاکسار تحریک، نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی (منشور پاکستان قومی اتحاد ص۲)

ان میں صرف تین جماعتیں ایسی ہیں جن کو جماعتی حیثیت سے دین سے دلچسپی اور مَس ہے اور وہ دینی نزاکتوں سے واقف بھی ہو سکتی ہیں، ایک جماعت اسلامی، دوسری جمعیۃ علمائے اسلام اور تیسری جمعیۃ علمائے پاکستان، جہاں تک شرعی احکام اور علم کی بات ہے اس کی رو سے عالم دین صرف موخر الذکر دو جماعتوں کے قائدین ہیں۔ مفتی محمود اور احمد شاہ نورانی۔ اور یہ دونوں حنفی ہیں، محاذ میں باقی جماعتوں کے رہنما مسلمان ضرور ہیں مگر کتاب و سنت کے عالم نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود وہ دورِ حاضر کی سوشلسٹ تحریکوں کے حرکوں سے محفوظ بھی نہیں ہیں گویا ان کے نزدیک یہ بھی ایک غریب نوازی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ دین نوازی کی یہ بھی کوئی ایک شکل ہے۔

ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست!

اگر غور سے دیکھا جائے تو ان دنیا دار سیاسی جماعتوں کی یہ "غریب نوازی" دینی جذبہ پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ ان کی سیاسی مصلحت بینی اور حکمتِ عملی کا ایک سیاسی داعیہ ہے۔ ان میں جو تین سیاسی جماعتیں ہیں، . . دیندار ہونے کے باوجود آج کل وہ بھی ہوا کا رخ دیکھنے کی بیمار ہیں۔ اس لیے ان کی کسی بات کو دین پر مبنی قرار دینا ضروری نہیں ہے اور نہ ان کی کوئی بات حرفِ آخر تصور کی جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وہ اپنی زمین مزارعت پر بھی کاشت کرا سکتا ہے خود بھی کاشت کر سکتا ہے اور ملازم رکھ کر بھی کاشت کر سکتا ہے، جو صورت ہر دوسرے کاروبار میں جائز اور حلال ہے۔ اسے زمین کے معاملے میں حرام اور نا جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انھوں نے کہا کہ قائد آباد کے جلسہ میں مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار نیازی موجود نہیں تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیونکہ یہ لوگ ابھی کئی رخ بدلیں گے ــــ دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ ہمیں ان کے بعض خام پہلوؤں کی بنا پر یہ اندیشہ ہے کہ: بعض ایسی باتیں جو دین نہیں ہیں، دین کہلانے لگ جائیں۔ کیونکہ ان سیاسی دینداروں کے نزدیک وقت اور حالات کے ساتھ احکام بھی بدل جاتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی دعوے کرتے ہیں کہ اساسی تصورات غیر متغیر ہیں، گویا کہ وہ یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ درخت کا تنا تو وہی رہتا ہے لیکن اس کے برگ و بار رنگ بدلنا شروع کر دیتے ہیں، یعنی کیکر کا درخت تو کیکر ہی رہے گا لیکن اس کے پتے اور پھل کبھی انگوروں کے برگ و بار بھی بن سکتے ہیں۔ یا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کبھی غیر اسلامی دنیا کی باتیں بھی اسلام کا جزو بن سکتی ہیں۔ غالباً یہ حضرات حالات اور وقت کے شرعی اور قدرتی پیمانوں کو نہیں سمجھ سکے ــــ ورنہ "تغیر زمان و حالات" کے کدال سے مسائل کو حل کرنے کی تکلیف میں نہ پڑتے۔ افسوس اس امر کا ہے کہ سیاسی میدان ایسا میخانہ ہے کہ اس میں عالم زاہد بھی قدم رکھ لیں تو ان کی پگڑی بھی اچھلنے لگ جاتی ہے۔ دنیا داروں کو کوئی کہاں تک روئے، وہاں علماء اور زہاد کی اکسیر، سیاسی مصلحت کیشی کے ہاتھوں عموماً پٹ جاتی ہے۔ ایسے میدانوں میں احمد بن حنبلؒ اور احمد بن تیمیہؒ جیسی عظیم روحیں سلامت رہ سکتی ہیں، باقی رہے دوسرے لوگ؟ علم و زہد کے باوجود ان کے لیے یہ سیاسی کانیں کانِ نمک ہی ثابت ہوتی ہیں۔

ع آنچہ در کانِ نمک رفت نمک شد

اس تمہید کی ضرورت صرف اس لیے پڑی ہے کہ: ان جماعتوں سے حسنِ ظن رکھنے کے باوجود ان کی سلامت روی کے لیے خدا سے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے اور جو کچھ وہ کریں یا کہیں ان کو بہر حال کتاب و سنت کی ترازو میں تولنے کی ضرور کوشش کی جایا کرے۔ کیونکہ وہ نیک اور نیک نیت سہی، تاہم وہ نبی یا خلفاء راشدین نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی وہ نو وارد بھی ہیں اور وہ ماحول اور فضا بھی ابھی غائب ہے جو احکام اور مسائل کی روح کو سمجھنے کے لیے مدد دے سکتی ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امراً۔

متحدہ محاذ میں چونکہ دینی نقطۂ نظر کی حامل جماعت اسلامی یا صرف حنفی بزرگ ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں پہلے انہی کے افکار پیش کیے جائیں، ان کے بعد کتاب و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی اصلی نوعیت واضح کی جائے۔

جماعت اسلامی کے بانی۔ مزارعت کے مسئلہ پر جماعت اسلامی کے داعی حضرت مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ جو خاصی بصیرت افروز ہے، یہاں پر اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

"اس میں صریح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بٹائی پر زمین کاشت کے لیے دی، اپنی طرف سے بھی، حکومت کی طرف سے بھی اور ان پندرہ سو افراد کی طرف سے بھی جن کا حصہ خیبر میں تھا، اس طریقہ پر آپؐ اپنے آخری لمحۂ حیات تک عامل رہے اور آپؐ کے بعد شیخین (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کا عمل بھی اسی پر رہا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی کو گمان ہو سکتا ہے کہ اسلامی قانون میں بٹائی پر زمین کاشت کے لیے دینا ممنوع تھا" (مسئلہ ملکیت زمین ۵۳)

اسلام کے احکام ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے سے متناقض و متصادم نہیں ہیں..... یہ وہ خوبی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے منجانب اللہ ہونے کا ایک نمایاں ثبوت قرار دیا ہے لیکن اگر ہم یہ مان لیں کہ شریعت میں مزارعت ناجائز ہے اور یہ کہ شارع زمین کی ملکیت کو خود کاشتی تک محدود کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ شارع آدمی کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ خود کاشتی کی حد سے زائد جتنی زمین اس کے پاس موجود ہو اسے یا تو دوسروں کو مفت دے دے یا بے کار ڈال رکھے تو ذرا سا غور کرنے پر ہمیں علانیہ یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ احکام اسلام کے دوسرے اصولوں اور قوانین سے مناسبت نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر تناقض کی چند نہایت صریح صورتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اسلامی نظام میں ملکیت کے حقوق صرف ہٹے کٹے مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں، بلکہ عورتوں، بچوں، بیماروں اور بوڑھوں کو بھی یہ حقوق پہنچتے ہیں۔ اگر مزارعت ممنوع ہو تو ان سب کے لیے زرعی ملکیت بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

۲۔ اسلامی قانون وراثت کی رُو سے جس طرح ایک آدمی کی میراث اس کے مرنے پر بہت سے آدمیوں کے درمیان بٹ جاتی ہے، اسی طرح بسا اوقات بہت سے مرنے والوں کی میراث ایک آدمی کے پاس جمع ہو سکتی ہے، اب یہ کتنی عجیب سی بات ہے کہ اسلام کا قانون وراثت تو بیسیوں اور سینکڑوں ایکڑ تک زمین ایک شخص کے پاس سمیٹ لائے مگر اس کا قانونِ زراعت اس کے لیے ایک محدود رقبے کے سوا باقی تمام ملکیت سے انتفاع کو حرام کر دے۔

۳۔ اسلام نے کسی نوع کی ملکیت پر مقدار اور کمیت کے لحاظ سے کوئی حد نہیں لگائی ہے..... پھر آخر تنہا زرعی جائداد میں وہ کون سی خصوصیت ہے جس کی بنا پر صرف اس کے معاملہ میں شریعت کا میلان یہ ہو کہ اس کے حقوقِ ملکیت کو مقدار کے لحاظ سے محدود کر دیا جائے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ فیاضانہ طریقہ سے مفت دے دینا اسلام پسند تو ضرور کرتا ہے مگر اسے فرض نہیں کرتا۔

۵۔ اسلامی قانون نے تجارت، صنعت اور معاشی کاروبار کے تمام شعبوں میں آدمی کو اس بات کی کھلی اجازت دی ہے کہ وہ نفع و نقصان کی شرکت کے اصول پر دوسروں کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرے ...... لیکن آخر اس بات کے لیے کون سے معقول وجوہ ہیں کہ ایک شخص اپنا سرمایہ زمین کی شکل میں دوسرے کو دے کر یہ نہ کہہ سکے کہ تو اس میں کاشت کر، پیداوار میں تہائی یا چوتھائی یا نصف کا میں شریک ہوں۔ (مسئلہ ملکیت زمین ص۴۲ تا ص۵۱ ملخصاً)

اس سے پہلے ایک انتخابی منشور میں جماعت اسلامی نے یہ اعلان کیا تھا کہ:

۶۔ مالکانِ اراضی اور کاشتکاروں کے درمیان انصاف قائم کرنے کے لیے حسب ذیل اصلاحات کا نفاذ۔

(الف) کاشتکار کو کم از کم اتنا قطعۂ زمین اور اتنا حصہ پیداوار لازماً دیا جائے جو بلحاظ اوسط اس کی بنیادی ضروریات کے لیے کفایت کر سکے۔

(ب) پیداوار کے مقرر حصہ یا طے شدہ لگان کے سوا مالکانِ زمین کو کاشتکاروں سے کوئی ٹیکس یا کوئی بلا معاوضہ خدمت لینے کا حق نہ ہو۔

(ج) مخصوص قانونی وجوہ کے سوا کسی کاشتکار کو زمین سے بے دخل نہ کیا جا سکے۔

(د) مالکوں اور کاشتکاروں کی باہمی شکایات رفع کرنے کے لیے ان کی مشترک پنچایتیں قائم کی جائیں۔ (ترجمان القرآن ص۴۸-۴۹ جلد ۳۵، عدد ۳، ۴)

لیکن حالیہ انتخابات کے منشور میں اس کے خلاف کہا گیا ہے۔ یہ منشور تنہا جماعت اسلامی کا نہ سہی، بہرحال ان کے بیان کی حیثیت تو ایک جماعتی حیثیت رکھتی ہے۔

مولانا کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ بٹائی کا طریقہ جائز ہے، ملاحظہ ہو رسائل و مسائل ص۳۲۹/۲)

احناف: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زمین کاشتکاری کے لیے دینا جائز نہیں ہے۔

قال ابو حنیفۃ المزارعۃ بالثلث والربع باطلۃ (قد وری) وھی فاسدۃ عند ابی حنیفۃ (ھدایہ)

امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک، کاشتکاری کا سلسلہ جائز ہے۔ وقالا جائزۃ (ھدایہ)

اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔

الا ان الفتوی علی قولھما لحاجۃ الناس الیھا (ھدایہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولا تصح عند الامام لانها كقفيز الطحان وعندهما تصح وبه يفتى للحاجة وقياساً على المضاربة (در مختار مع شرح تنویر الابصار)

قال ابو يوسف: ولكن تلك الارض عندي هي بمنزلة مال المضاربة (كتاب الخراج)

قال محمد: وبهذا نأخذ لا بأس بمعاملة النخل على الشطر والثلث والربع وبمزارعة الارض البيضاء على الشطر والثلث والربع وكان ابو حنيفة يكره (موطا)

وقال عبد الحی: وبجوازه قال الجمهور وروی عنه ابن ابی شیبة وغیره عن علی وابن مسعود وسعد وجماعة من التابعين فمن بعدهم (التعليق الممجد على موطا محمد)

جماعت اسلامی کے راہ نماؤں اور احناف کے ائمہ اور فقہاء کی ان تصریحات کے بعد یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یہاں طفیل محمد صاحب اور مفتی محمود صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ جماعت اسلامی کے منشور، اس کے اولین داعی کی تصریحات اور فقہ حنفی کے فتووں کے بالکل خلاف ہے۔ اس لیے اگر وہ اپنے موقف پر نظر ثانی فرمائیں تو زیادہ مناسب رہے گا۔ ان کی جماعتی اور مسلکی روح کا اقتضا بھی یہی ہے۔ اس سلسلے میں جو بات دیکھنے کے قابل ہے وہ زاویۂ نگاہ کی بات ہے۔ یعنی یہ کہ مزارعت ایک شراکت ہے۔ ان کے درمیان "آقا اور غلام" کی نسبت نہیں ہے۔ جہاں ایسی فرسودہ ذہنیت پیدا ہو جائے وہاں بیشک اس کو سختی کے ساتھ دبا دینا چاہیے۔

مزارعت کے خلاف روایات۔ بعض روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ کاشتکاری سسٹم جائز نہیں ہے۔ ان روایات کے راویوں کے سرخیل حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ انصاری ہیں اور زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس سلسلے کی بات حضورؐ سے خود نہیں سنی بلکہ اپنے دو چچاؤں سے سنی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ حضورؐ نے مزارعت (کاشتکاری) سے منع فرمایا ہے، آپؐ کا ارشاد ہے کہ مالک زمین خود کاشت کرے یا خود کاشت سے زائد زمین دوسرے بھائیوں کو دے دے۔

فقال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن امر كان لنا نافعا وطواعية الله ورسوله انفع لنا وانفع قال: قلنا وما ذاك قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من كانت له ارض فليزرعها او ليزرعها اخاه ولا يكاريها بثلث ولا بربع ولا بطعام مسمى (رواه ابو داؤد) من كانت له فضول ارضين (ابن ماجه)

حضرت ابن عمرؓ نے بھی انہی کی روایت پر بھروسہ کیا تھا ورنہ ان کی معلومات اس سے مختلف تھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم خشي عبد الله ان يكون النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قد احدث فی ذلك شيئاً لم يكن علمه فترك كراء الارض (بخاری باب ما كان اصحاب النبی)

حضرت جابرؓ بھی یہی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حصے پر زمین کاشت کے لیے دینے سے منع فرمایا تھا یعنی خود کاشت کیجیے یا دوسرے بھائی کو بخشیش کیجیے!

عن جابر قال کانوا یزرعونها بالثلث والربع والنصف فقال النبی صلی الله علیه وسلم من کانت له ارض فلیزرعها او لیمنحها الحدیث (بخاری ایضا)

حضرت ابوہریرہؓ کا بھی یہی کہنا ہے۔

قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: من کانت له ارض فلیزرعها او لیمنحها الحدیث (بخاری باب مذکور)

صحیح صورتِ حال - ان روایات کے مجموعی مطالعہ سے جو بات سامنے آتی ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو روایات کے الفاظ سے مترشح ہوتی ہے۔

ملکیت کی نفی نہیں - سب سے پہلی بات جو سمجھ لینی چاہیے، وہ یہ ہے کہ: جن روایات میں آیا ہے کہ خود کاشت کرو، ورنہ کسی کو دے دو (فلیزرعها او لیمنحها) اس میں صرف یہ سفارش کی گئی ہے کہ اگر کسی کو دینی ہے تو پھر زاید زمین کسی ضرورت مند کو دے دی جائے تاکہ اور کوئی فائدہ اٹھائے اس سے غرض ملکیت کی نفی نہیں ہے، اس لیے فرمایا: ورنہ زمین اپنے گھر رکھ لیجیے۔

فان لم یفعل فلیمسك ارضه (بخاری باب مذکور) فان لم یمنحها اخاه فلیمسکها (مسلم) فان ابی فلیمسك ارضه (مسلم)

ایسا کیوں فرمایا؟ کسی کو استفادہ کے لیے دے دیجیے یا پھر گھر رکھ لیجیے! یہ بات کیوں اور کس موقعہ پر فرمائی؟ بات دراصل یہ ہوئی کہ: مالک زمین اور کاشتکار، آپس میں لڑ پڑے تھے، آپ نے فرمایا کہ: دینی ہے تو پھر لڑیئے نہیں، اگر لڑنا ہے تو پھر زمین گھر رکھیے! حضرت زیدؓ بن ثابت قسم کھا کر کہتے ہیں کہ بخدا میں رافع بن خدیج سے زیادہ حضورؐ کے ارشاد کو جانتا ہوں؛ خدا اس کو معاف کرے اصل یہ بات ہوئی کہ دو انصاری حضورؐ کے پاس آئے اور لڑ پڑے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر زمین ٹھیکے پر دو ہی نہیں۔

قال زید بن ثابت: یغفر الله لرافع بن خدیج انا والله اعلم بالحدیث منه، انما اتاه رجلان وقال مسدد: من الانصار ثم اتفقا قد اقتتلا فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان كان هذا شأنكم فلا تكروا المزارع (زاد مسدد) فسمع قوله: لا تكروا المزارع (رواه ابوداؤد باب في المزارعة) وا وهب الارض يزرعها او يُزرعها وكره كراءها (مسلم)

لڑے کیوں؟ لڑے کیوں؟ صرف اس لیے کہ مالک زمین، زمین کا زرخیز حصہ اپنے لیے مخصوص کر لیتا تھا، اب نوبت یہاں تک پہنچتی کہ کبھی کاشتکار کے حصے میں پیداوار ہو جاتی اور مالک خالی ہاتھ رہتا، کبھی اس کے برعکس صورت بن جاتی، ظاہر ہے جو گھاٹے میں رہتا اسے دوسرے سے الجھنے کی نوبت آ ہی جاتی۔

انما كان يؤاجرون على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بما على الماذيانات واقبال الجدول واشياء من الزرع فيهلك هذا ويسلم هذا ويسلم هذا ويهلك هذا ولم يكن للناس كراء الا هذا فلذلك زجر عنه (رواه ابوداؤد ومسلم) قال سعد: كنا نكري الارض بما على السواقي من الزرع وما سعد بالماء منها فنهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك (رواه ابوداؤد)

قال دعاني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: قال ما تصنعون بمحاقلكم قلت نؤاجرها على الربيع وعلى الاوسق من التمر والشعير قال لا تفعلوا ازرعوها او أَزْرِعُوها او امسكوها قال رافع سمعا وطاعة (بخاری)

قال جابر بن عبد الله: كنا في زمن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نأخذ الارض بالثلث والربع بالماذيانات فقام رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في ذلك فقال من كانت له ارض فليزرعها فان لم يزرعها فليمنحها اخاه فان لم يمنحها اخاه فليمسكها (رواه مسلم)

حضرت رافع بن خدیج نے اس ناگوار صورت کا خود بھی ذکر کیا ہے۔

يقول كنا اكثر الانصار حقلا قال كنا نكري الارض على ان لنا هذه ولهم هذه فربما خرجت هذه ولم تخرج هذه فنهانا عن ذلك (رواه مسلم)

حضرت رافع بن خدیج اپنے دو چچاؤں سے بھی یہی استثنائی صورت بیان کرتے ہیں۔

عن رافع بن خديج حدثني عماي انهم كانوا يكرون الارض على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بما ينبت على الاربع او بشيء يستثنيه صاحب الارض فنهى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن ذلك (رواه البخاري)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن ماجہ میں روایت اور رواضح آئی ہے۔

قال رافع بن خدیج: کان احدنا اذا استغنی عن ارضہ اعطاھا بالثلث والربع والنصف، واشترط ثلث جداول والقصارۃ وما سقی الربیع وکان العیش اذ ذاک شدیدا فکان یعمل فیھا بالحدید وبما شاء اللہ الحدیث (ابن ماجہ)

قال حنظلۃ بن قیس قال سألت رافع ابن خدیج عن کراء الارض البیضاء فقال حلال لا باس بہ، نما نھی عن الارماث: ان یعطی الرجل الارض ویستثنی بعضھا نحو ذلک (رواہ عبد الرزاق باب کراء الارض بالذھب والفضۃ)

قال نافع کان ابن عمر یکری ارضہ فاخبر بحدیث رافع بن خدیج فاخبرہ فقال: قد علمت ان اھل الارض یعطون ارضیھم علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویشترط الارض ان لی الماذیانات وما سقی الربیع ویشترط من الجرین شیئا معلوما قال فکان ابن عمر یظن ان النھی لما کانوا یشترطون (عبد الرزاق)

اگر یہ بات نہ ہوتی اور بعض حضرات کے حسب ارشاد؛ اس سے غرض زائد زمین کا چھین لینا ملحوظ ہوتا تو پھر اسے ٹھیکے پر دینے کی بھی اجازت نہ ہوتی، حالانکہ ٹھیکے پر دینے کی آپ نے اجازت دی تھی۔ اور یہ بات خود حضرت رافع نے بیان فرمائی ہے۔

قال حنظلۃ بن قیس: فقلت لرافع فکیف ھی بالدینار والدراھم فقال رافع لیس بھا بأس بالدینار والدرھم (بخاری)

قال سعد: وامرنا ان نکریھا بذھب او فضۃ (رواہ ابو داؤد)

قال فقلت اما بالذھب والورق قال (ای رافع) اما بالذھب والورق فلا باس بہ (رواہ مسلم) واما الورق فلم ینھانا (مسلم)

ولم ینہ ان نکری الارض بالورق (ابن ماجہ) ورخص لنا ان نکریھا بالذھب والورق (ابن حبان)

اگر زائد زمین کو گھر سے اٹھا کر پھینک دینے کی بات ہوتی تو پھر ٹھیکے پر دینے کی بھی اجازت نہ ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف ایک پیش آمدہ مفسدہ کی روک تھام کے لیے مزارعت سے روکا گیا تھا۔ کیونکہ اس وقت جو مزارعت رائج تھی وہ حق تلفی اور ظلم و زیادتی پر مبنی تھی۔ چنانچہ اس سے جھگڑے بھی پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ مزارعت سے روکنے کی اس وقت اصل صورت مفسدہ تھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ: اگر یہ بات ہے تو پھر کاشت پر نہ دو، گھر میں رکھو! یہ اندازِ گفتگو دراصل اس امر کا غماز ہے کہ، مزارعت ٹھیک ہے لیکن تمھاری فلاں حرکت ناجائز ہے۔ اور جب تک یہ باقی ہے، کاشت پر نہ دو۔

ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حصے پر نہ دینے کے حکم سے یہ بات کیسے نکل آئی کہ زائد زمین رکھنا ہی جائز نہیں ہے؟ اگر کاشت پر دینے میں حق تلفی یا جھگڑے کی کوئی صورت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر ٹھیکے پر دے دیجیے! ۔ بہرحال کاشت پر دینے سے ممانعت کا لازمی نتیجہ یہ نہیں کہ زائد زمین اس سے چھین لی جائے۔

امام ابوحنیفہؒ اور ان کے دوسرے ہمنوا بزرگوں کے توقف سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ وہ زائد زمین رکھنے کے حق میں نہیں ہیں، یہ دوستوں کی اختراع ہے۔ ان بزرگوں کا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ احناف نے تصریح کی ہے

کہ امام ابوحنیفہ کی بات التقویٰ پر مبنی ہے ان کا فتویٰ نہیں ہے کہ وہ حرام ہے۔

انما غایتہ انہ کرھہا تورعا کما ترکہا ابن عمر تورعا وتبعہ ابراھیم (اعلاء السنن)

حصے پر زمین دیتے وقت اگر حصے کا تعین نہ کیا جائے تو پھر مزارعت بھی جائز نہ ہو گی، اگر ضمانت حاصل کر کے حصے کی بات طے کر لی گئی ہے کہ ½ یا ⅓ یا ¼ مثلاً تو پھر یہ ممنوع بھی نہیں، چنانچہ حضرت رافعؓ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

واما شئی معلوم مضمون فلا بأس بہ (مسلم)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منع کی اصل وجہ زمین کا زائد اور فالتو ہونا نہیں ہے بلکہ حصے کی (۱) جہالت ہے (۲) یا معلوم تو ہو مگر قابلِ وثوق ضمانت اور اطمینان کی صورت نہ رہے۔ (۳) یا فریقین میں سے کسی ایک کے نقصان اور حق تلفی کا اندیشہ ہو (۴) یا پہلے ہی دن باہمی نزاع اور جھگڑے کے لیے کوئی گنجائش رکھ لی جائے۔

اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہو تو ممانعت کی وجہ اور کوئی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ بنیادی طور پر اسلام ذاتی ملکیت کا منکر نہیں ہے اور نہ اس کی غیر قدرتی تحدید پر وہ اصرار کرتا ہے، ہاں میراث اور صدقات جیسے مؤثر اور قدرتی ذرائع کے ذریعے قارون اور جاگیردار بننے کے امکانات کا خاتمہ ضرور کرتا رہتا ہے تاکہ کوئی جاگیردار بندگانِ خدا کو، جنسِ بازار تصور کر کے اس کی بولی دینے کے قابل نہ رہے، اگر اس خوئے بد کے امکانات معدوم ہو جائیں تو پھر جاگیر اور دولت کی فراوانی، سلیمانی ہوتی ہے ورنہ وہ قارونیت بھی ہو گی اور فرعونیت بھی۔ ہمارے نزدیک اس ذہن اور کردار کے لوگ عموماً غیر صالح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکمرانوں اور غیر اسلامی نظام حکومت کی پیداوار ہوتے ہیں، خود رو جھاڑیاں نہیں ہوتے۔ نگران کے بدلنے کی بجائے، سبب باقی رہے اور مسبب، کو دور کرتے رہنا انتہائی بے تکی بات معلوم ہوتی ہے۔

رسولِ کریم کا تعامل۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا تعامل مزارعت کے جواز کا مؤید ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود خیبر کو حصے پر دے دی تھی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعطی خیبر الیہود علی ان یعملوھا ویزرعوھا و لھم شطر ما خرج منھا (بخاری باب المزارعۃ مع الیہود)

بعض بزرگوں نے اس روایت کو منسوخ کہا ہے مگر یہ بات محل نظر ہے۔ کیونکہ حضورؐ کا یہ تعامل آخری تعامل ہے، اور کچھ اور حضرات نے سرے سے مزارعت ہی قرار نہیں دیا مگر یہ علمی دریافت نہیں ہے بلکہ بزرگانہ باتیں ہیں۔

یہ معاملہ صرف یہود خیبر سے نہیں کیا گیا بلکہ دوسرے علاقے کے بارے میں بھی حضورؐ نے اسی دستور کے نفاذ کی سفارش فرمائی تھی۔

قال معاذ بن جبل: بعثنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی قری عربیۃ فامرنی ان اٰخذ الارض، قال سفیان: وحظھا الثلث والربع فلم یر بہ باسا (عبد الرزاق)

خلفاء راشدین کا تعامل۔ یہ دستور خلفائے راشدین کا بھی تھا۔

فمضی علی ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر و سنتین من خلافۃ عمر حتی اجلاھم عمر منھا (عبد الرزاق)

فقال الرجل: اخذتھا بالنصف اکری انھارھا واصلحھا واعمرھا فقال علی لا باس بہ (عبد الرزاق)

حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کو جاگیریں عطا کیں، جاگیر عموماً فرد واحد سے زائد شے ہوتی ہے۔

اقطع عثمان لخمسۃ من اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعبد اللہ ولسعد وللزبیر ولخباب والاسامۃ بن زید فکان جاراى عبد اللہ وسعد یعطیان ارضھما بالثلث (عبد الرزاق)

ان عمر بن عبد العزیز کتب الی عثمان بن محمد بن ابی سوید ببنیع الارض بالذھب وان یخابر علی اصل الارض (عبد الرزاق)

حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کا بھی یہی نظریہ تھا۔

سئل ابن عمر کراء الارض فقال ارضی وبعیری سواء (عبد الرزاق)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال انس بن مالك: ارضی و مالی سواء (عبد الرزاق)

حضرت امام بخاری نے ان صحابہ اور آئمہ تابعین سے مزارعت کا جواز نقل کیا ہے:۔

حضرت علی، سعد بن مالک، ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، قاسم، عروۃ، آل ابی بکر، آل عمر، آل علی، ابن سیرین، عبد الرحمٰن بن الاسود، عبد الرحمٰن بن یزید، حسن بصری، ابراہیم، عطا، حکم، زہری، قتادۃ و معمر (بخاری باب المزارعۃ بالشطر)

حضور کے عہد میں اس کا رواج رہا بلکہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے ابتدائی دور میں بھی۔

کان یکری مزارعۃ علی عھد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان و صدرا من خلافۃ عمر (بخاری) ان عبد اللّٰہ بن عمر قال کنت اعلم فی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ان الارض تکری (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا تھا بلکہ سفارش کی تھی کہ وسعتِ ظرف کا ثبوت دیا جائے۔

قال ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لم ینہ عنہ ولکن قال ان یمنح احدکم اخاہ خیر لہ من ان یاخذ شیئا معلوما (بخاری وغیرہ)

مزارعت کی قسمیں۔ جن بزرگوں نے مزارعت کی ممانعت کی ہے، اس سے یہ تصور کرنا کہ انھوں نے مطلقاً اور ہر قسم کی مزارعت کی ممانعت کی ہے، محلِ نظر ہے۔

امام زیلعی فرماتے ہیں کہ:

مزارعت تین طرح پر ہوتی ہے (۱) نقد ٹھیکے پر دینا، یہ بالاتفاق جائز ہے۔ یعنی حنفی ائمہ (امام ابوحنیفہ اور صاحبین) کے نزدیک (۲) پیداوار میں سے متعین حصہ مقرر کر لینا۔ زمین کا کوئی ایک حصہ یا کسی خارجی متعین چیز پر شلاً پانچ وسق یہ بالاتفاق ناجائز ہے (۳) تیسرا یہ کہ زمین کی پیداوار کا نصف یا ثلث (مثلاً) یہ وہ بات ہے جس میں صاحبین اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلاف ہے۔

واعلموا ان المزارعۃ علی ثلثۃ انحاء: کراء الارض بالنقد وھذا جائز بالاتفاق والثانی المزارعۃ علی ماخرج من الارض فان عین لنفسہ حصۃ معینۃ من الارض لم یجز بالاتفاق وکذا اذا اشترط حصۃ معینۃ من الخارج کخمسۃ اوسق او نحوھا لما فیہ من المخاطرۃ فجاز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان لا تنبت هذه، وتنبت تلك واما اذا زارعه على المشاع وهو الثالث كالنصف والثلث فهذا هو مورد الخلاف ونفى عنها ابو حنيفة واجازها صاحباه (نصب الرايه باب المزارعة بالشطر)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک مزارعت کئی طرح پر ہے۔

۱۔ زمین عاریۃً دے اور کاشتکار اپنے خرچہ اور محنت سے کاشت کرے، اس صورت میں سب کچھ مزارع کا ہوگا۔ امام صاحب کے نزدیک بھی یہ جائز ہے۔

۲۔ مالک زمین اور کاشتکار مشترکہ محنت اور مشترکہ خرچہ سے کاشت کریں۔ اب پیداوار بھی مشترک ہوگی۔

۳۔ یہ کہ ٹھیکے پر دی جائے یہ سال دو سال کے لیے مثلاً، یہ بھی جائز ہے۔

۴۔ بٹائی پر زمین دی جائے، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ فاسد ہے۔ متاجر کو مثل اجرت ملے گی۔ امام ابو یوسف کے نزدیک یہ جائز صورت ہے۔

۵۔ زمین، بیل اور بیج مالک کے اور محنت کاشتکار کی، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ بھی فاسد ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک طے شدہ شروط کے مطابق یہ بھی جائز ہے۔

قال ابو یوسف: ما لمزارعة عندنا على وجوه منها عارية ليست فيها اجارة وهو الرجل يعير اخاه ارضا يزرعها ولا يشترط عليه اجارة فيزرعها المستعير ببذره وبقره ونفقته فالزرع له والخراج على رب الارض ...... وبه يقول ابو حنيفة"۔

ووجه آخر تكون الارض للرجل فيدعو الرجل الى ان يزرعها جميعا والنفقة والبذر عليهما نصفان فهذا مثل الاول الزرع بينهما ...... ووجه آخر اجارة ارض بيضاء بدراهم مسماة سنة او سنتين فهذا جائز والخراج على رب الارض فى قول ابى حنيفة"۔

ووجه آخر المزارعة بالثلث والربع فقال ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه فى هذا انه فاسد وللمستاجر اجر مثلها ...... وقال ابو يوسف المزارعة جائزة على شروطها۔

ووجه آخر ان يكون للرجل ارض وبقر وبذر فيدعو اكارا فيدخله فيها ليعمل ذلك ويكون له السدس او السبع فهذا فاسد فى قول ابى حنيفة ومن وافقه والزرع فى قولهم لرب الارض وللاكار اجر مثله وقال ابو يوسف هو عندى جائز على ما اشترطا عليه (كتاب الخراج فصل فى الاجارة الارض البيضاء او ذات النخل)

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے: کہ زمین مالک کی ہو اور محنت کاشتکار کی لیکن بیج اور آلات زراعت مشترکہ تو طے شدہ نسبتوں کے ساتھ یہ بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ اور تمام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہاء احناف اور حنبلی فقہ میں بھی یہ جائز ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

الغرض :- مزارعت جائز ہے مگر منصفانہ طریقے پر جس میں نزاع یا جہالت اور کسی کے خسارے کا غالب اندیشہ نہ ہو۔ جن بزرگوں نے اسے ناجائز کہا ہے، صرف بعض خرابیوں کی بنا پر کہا ہے، اس لیے نہیں کہ زمین اس کے پاس فالتو ہے۔ حضورؐ نے خود یہی معاملہ کیا، جیسا کہ خیبر کی زمین کے بارے میں کیا۔ آپؐ کے عہد میں صحابہؓ بھی کرتے رہے۔ بعد میں خلفاء راشدین کا تعامل بھی اسی پر رہا اور صحابہؓ کی موجودگی میں جمہور تابعین کا اسی پر عمل رہا۔ اس لیے اسے زائد زمین کہہ کر مالک کے لیے اس کو کاشت پر دینے کو کہنا کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ جہاں ممانعت آئی ہے وہاں رائج فساد کے ازالہ کے لیے آئی ہے۔ ورنہ حضورؐ خود اور آپؐ کے خلفاء اس کو کسی صورت میں برداشت نہ کرتے۔ کہتے ہیں خیبر والا معاملہ مزارعت کا معاملہ نہیں تھا، مقاسمہ (سرکاری لگان) کی بات تھی ہم کہتے ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیں تو جو صحابہؓ آپؐ کے عہد میں ایسا کرتے رہے تھے، وہ تو مقاسمہ کی بات نہیں تھی؟

کہتے ہیں، خدا کہتا ہے زمین اللہ کی ہے۔ اس کے معنی ہیں حسب ضرورت اس سے انتفاع کیا جا سکتا ہے، زائد نہیں، لیکن یہ بات صرف زمین تک محدود نہیں رہے گی، کیونکہ ارض و سماوات و ما بینہما بھی اللہ کا ہے۔ اب اور بھی کوئی چیز کسی کے پاس زائد نہیں ہونی چاہیے فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

صحیح یہ ہے کہ سب کچھ اللہ کا ہے لیکن اس سے کسب فیض اس کے قوانین کے تحت کیا جائے تو اسے جائز ہونا چاہیے، ورنہ انسان کے فکری اور عملی قوتوں اور استعداد میں جو تفاوت ہے، ان کے نتائج بے کار جائیں گے، خدا کے ہاں بہرحال یہ اندھیر نہیں ہے۔

تصانیف محمد اشرف سندھو

مقیاس حقیقت مجلد	-/۱۲ روپے	تاریخ التقلید مجلد	-/۹ روپے
پیغام جیلانی	-/۷	مقام اہل حدیث مجلد	-/۷
بریلوی عقائد و اعمال	-/۳	بریلویت کا پس منظر	۲/۵۰
رکعات قیام رمضان	۲/۵۰	اکمل البیان	۱/۵۰
فلاح دارین	۱/۲۵	مناظرہ چک نمبر ۴	-/۱
فرقہ ناجیہ	-/۱	فرقہ وجودیہ	۱/۷۵
دیوبند کا مذہب	۱/۵۰	رسول اللہ کی نماز	۱/۵۰

دار الاشاعت اشرفیہ سندھو۔ بلو کی ضلع قصور

© rasailojaraid.com